سے علماء جمع تھے اثناء تذکرہ میں نے اس کتاب کا ذکر کیا۔ مولانا لدھیانوی نے فرمایا کہ یہ کتاب میرے پاس ہے۔ میں کہا وہ میری ہے۔ غرض میں نے ان سے کتاب وصول کی اور پروفیسر محمد سرور صاحب کو لاہور بھیج دی۔ انہوں نے شیخ غلام علی اینڈ سنز کو اس کی طباعت و اشاعت کے لئے آمادہ کرلیا۔ اس ادارہ نے کشمیری بازار لاہور اور بندر روڈ کراچی سے شائع کردی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مولانا عبیداللہ صاحب نے رمضان المبارک میں مجھے عبقات دی کہ اس کا مطالعہ کرلیجئے۔ میں نے جستہ جستہ مقامات اس کتاب کے دیکھ لئے۔ چونکہ رمضان المبارک کے بعد ہی مدینہ منورہ کا سفر درپیش تھا، میں نے کتاب مولانا کو واپس کردی۔ ہم نے اونٹوں سے مدینہ کا سفر کیا تھا۔ اس لئے احرام حج سے کچھ ہی دن پہلے مکہ مکرمہ پہنچے۔ اس کے بعد مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے بہت ہی کم ملاقات ہوتی تھی۔

ایک دو مرتبہ مولانا عبدالوہاب صاحب دہلوی کے دولت کدے پر مولانا کے ہمراہ رمضان المبارک میں جانا ہوا۔ جہاں سحری تک اہل علم کا اجتماع رہتا تھا۔ یہ مکان صفا سے لگا ہوا ہے، اس کی دیوار صفا کے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے۔

مولانا نے ایک مرتبہ فرمایا: مولانا ابوالکلام صاحب کو میں نے ایک خط لکھا تھا، مگر انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے روس کے زعماء اور قائدین کو ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کرلیا تھا۔ تین کروڑ روپیہ وہ ہندوستان کی کانگریس کو دیدیں اور وہ اندرون ہند سے انگریزوں کے خلاف تحریک چلائیں۔ اوپر سے روس حملہ کردے اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیں گے۔ لیکن روس کو کچھ حصہ دینا ہوگا۔ میں یہاں کچھ خاموش ہورہا، تو مولانا نے فرمایا: ملک کا کچھ حصہ دینا آپ کو گوارا نہیں ہے۔ کیا پورے ہندوستان پر کبھی کسی کا قبضہ رہا ہے، سوائے دو بادشاہوں کے ایک مہاراجہ "اشوکا" دوسرا عالمگیر اورنگزیب۔ ان دو کے سوا تمام کی حکومتیں ناقص تھیں، یا یہ کہ ہندوستان کے ٹکڑوں پر حکومت کرتے تھے۔ اب میرے پاس روس میں کوئی آدمی نہیں ہے جو اس کام کو سرانجام دے۔ اگر مولانا چاہیں تو جاپان سے معاملہ کرادوں، وہاں میرے آدمی کام کررہے ہیں۔ میں نے کہا کہ مولانا ابوالکلام صاحب کو آپ کا خط نہیں پہنچا ہوگا۔

ایک مرتبہ مولانا نے فرمایا کہ میں نے ہندوستان کے جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہندوستان کو دو حصوں میں ہندو ہندوستان اور مسلم ہندوستان میں تقسیم کیا۔ اور اسکیم کو انگریزی میں چھپوا کر روس سے شائع کیا تھا۔ لیکن انگریزوں نے میری اسکیم کا داخلہ ہندوستان میں بند کردیا۔ کہیں ڈاکٹر محمد اقبال کے ہاتھ اس کی کاپی آ گئی تو انہوں نے حذف و ترجم کے بعد ہندوستان اور پاکستان بنا کر ایک اجلاس میں پیش کردیا۔

مولانا عبیداللہ صاحب ایک زبردست انقلابی آدمی تھے۔ ان کا پروگرام دستور العمل، نظام خلافت

وسلطنت اسلام کے عین مطابق تھا۔ قرآن حکیم، احادیث نبوی ﷺ اور اسوہ شیخین پر تھا۔ مولانا پوری پوری امید رکھتے تھے کہ ایسا انقلاب ہو کر رہے گا۔ اگرچہ اس کے لئے کچھ عرصہ درکار ہوگا۔

مولانا عبیداللہ سندھی صاحب کا پہلا حصہ تفسیر القرآن الحمد اور سورۃ بقرہ عربی میں شائع ہوگیا۔ ''بیت الحکمت'' کراچی سے جناب مولانا ابوسعید غلام مصطفیٰ صاحب پروفیسر ایس۔ ایم کالج کراچی نے شائع فرمایا ہے اور آج ہم اس تفسیر کا ترجمہ اردو میں قارئین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

اسی سال ہم ماہ ذی قعدہ میں پاکستان کراچی گئے ہوئے تھے۔ مولانا ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے یہ تفسیر عنایت کی۔ محرم میں ہم اپنے وطن پہنچے اور اس تفسیر کا اردو میں ترجمہ شروع کردیا اور آج شعبان ۱۳۸۳ھ میں یہ ترجمہ تیار ہوگیا۔ والحمدللہ علیٰ ذالک.

ہم قارئین کرام سے استدعا کرتے ہیں کہ جہاں وہ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعا فرمائیں، اس خاکسار کو بھی نہ بھولیں۔ مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں تفسیر لکھی تو ہم نے اس کا اردو ترجمہ پیش کردیا۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مولانا ابوسعید غلام مصطفیٰ صاحب اور مولانا محمد نور مرشد صاحب نے مولانا کی تفسیر پر جابجا عربی میں حاشیے لکھے ہیں، ہم نے ان حواشی کا ترجمہ بھی اردو میں کردیا ہے اور بعض جگہ ہم نے خود بھی حاشیے لکھے ہیں۔

مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں جابجا تنبیہات لکھی ہیں۔ اس میں اکثر اپنے تجربات اور خاص خاص واقعات کا ذکر کیا ہے، جو نہایت قابل قدر اور نتائج وثمرات کی حامل ہیں۔ اس تفسیر کے مطالعہ سے مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا تبحر علمی، علماء کرام اور عام مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ اور کیا تھے؟ اور کیسے تھے؟ اور ملت اسلام پر اس تفسیر کو لکھ کر انہوں نے کیا احسان کیا ہے۔ اِنَّ اللہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ.

مولانا عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۱ اگست ۱۹۴۴ء میں داعی اجل کو لبیک کہا اور جوار رحمت العالمین میں جا سوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفر لہ وارحمہ واعف عنہ وسکنہ فی الجنۃ آمین.

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوالالباب.

سعید منزل گودھرہ — ابوالعلاء محمد اسماعیل گودھروی کان اللہ لہ

ضلع پنچ محل۔ صوبہ گجرات (انڈیا) — ۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ

تفسیر القاء الرحمٰن ترجمہ تفسیر الہام الرحمٰن

............خطبہ تفسیر الہام الرحمٰن............

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی اصطفانا واورثنا کل کتاب انزلہ من قبلنا– الحمدللہ الذی ھدی البشر کافۃ بالقرآن الکریم الذی جعل بہ نبیہ رحمۃ للعالمین وبالفرقان الذی انزلہ علیٰ عبدہ لیکون بہ نذیر العالمین. اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما صلیت علیٰ سیدنا ابراھیم وعلیٰ آل سیدنا ابراھیم انک حمید مجید. اللھم بارک علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما بارک علیٰ سیدنا ابراھیم وعلیٰ آل سیدنا ابراھیم انک حمید مجید.

اما بعد! اللہ جل جلالہٗ نے اپنا جلال و جمال خوب واضح اور روشن فرمادیا ہے اور اس کا انعام ہر خاص و عام پر پھیلا ہے۔ مجھے اس نے طلب قرآن، فہم کتاب اللہ اور قرآن کے علوم کے حصول میں اپنی زندگی وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر خدا ہمیں اس کی ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہیں پاسکتے تھے۔ الحمدللہ کہ اس نے ہمیں ہدایت بخشی۔

میں نے قرآن کریم اور تمام علوم جو متقدمین سلف نے اس بارے میں مدون وتحریر کئے ہیں، ان کا مطالعہ کیا اور اسی طرح معارف عمومی کی جن کا فہم قرآن کریم کے سلسلے میں انسانی محتاج ہے، طلب و جستجو کی اور جیسے جیسے ان کی طلب وجستجو میں میں نے اجتہاد وکوشش کی۔ میرا شوق و رغبت قرآن کریم کی طلب وجستجو میں بڑھتا ہی گیا۔

ہمارے مدارس کا یہ حال ہے کہ علوم مطلوبہ کی تحصیل تعلیم وتعلم کے ذریعے کی جاتی ہے اور کتابوں کے اندر جو کچھ لکھ دیا ہے، اُسے پڑھ لیا جاتا ہے۔ کتاب اللہ کی آیتوں کے ساتھ ساتھ ''کون کبیر'' کی آیتوں پر غور و تدبر کرنا نہیں سکھایا جاتا اور طالب علم کو معلومات مستحضر ہوں اور جس مطلوب کے لئے وہ کوشاں اور سرگرم ہے، اس کی طرف اس کا ذہن موڑنا، جس سے وہ آگے اقدام کرسکے یہ نہیں سکھایا جاتا۔ یہ طریقہ حفظ واخذ اور مضامین کتب کے محفوظ کرنے کا ہے، یہ طریقہ نظر وبصیرت غور و تدبر اور علوم میں تعمق کا نہیں ہے۔

طالب علم میں بھی اسی راہ پر گامزن ہوا۔ اور وہی طریقہ اختیار کیا جو عام طلبہ کے حفظ واخذ کا تھا۔

میں نے مطالعہ کا وہی طریقہ اپنایا۔ جو مشائخ مدارس کا تھا اور اس طرح کتابوں کا مطالعہ کیا، جس طرح مشائخ مدارس کیا کرتے تھے۔ میں نے تمام تفاسیر مطبوعہ و غیر مطبوعہ کا مطالعہ کرنا شروع کیا، مختلف لائبریریوں میں پہنچا، جس میں مطبوعہ و غیر مطبوعہ تفاسیر موجود تھیں، مثلاً میں نے کتاب البصائر صاحب قاموس اور نظم الدرر امام بقاعی کا جو آیات قرآنی اور اس کی سورتوں کی مناسبت سے لکھی گئی ہے، مطالعہ کیا۔ ان بے شمار تفاسیر میں' میں نے مطلوبہ افادیت اور وضاحت بیان نہ پائی اور تمام کو ایک راہ پر چلتے دیکھا۔ اور یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں اور ایسا کہتے ہیں۔ میں نے ان میں تکرار مضامین اور اختصار کے سوا کچھ نہ پایا۔ یہ لکھتے لکھتے ان مفسرین کے قلم تھک گئے، لیکن اس سے افکار اور تصحتیں سیراب نہ ہوسکیں۔

جب میں ۱۹۳۷ء/ ۱۳۵۶ھ میں سیاحت نجد و یمن کے لئے مکہ مکرمہ پہنچا تو میں نے حرم مکہ میں امام عبیداللہ بن اسلام ① کو پایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت عطا فرمائے۔ ② اور ان کے افادات میں جو اسلام کے طلبہ اور استاذان ہند اسے حاصل کررہے ہیں، خیر و برکت عطا فرمائے۔

میں پہلے سے اس استاذ شفیق کو جانتا تھا اور مجھے بھی وہ جانتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ وہ مکہ مکرمہ میں فارغ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کوئی نہیں بیٹھتا تھا۔ ③ شاذ و نادر ہی کوئی شخص ان کے پاس

---

① عربوں کے ہاں چونکہ والد کا نام لکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے، اس لئے مولانا عبیداللہ سندھی عربی میں اپنے نام عبیداللہ بن اسلام لکھا کرتے تھے۔ گویا اشارہ تھا ان کے نومسلم ہونے کی طرف۔

② اس وقت مولانا سندھی زندہ تھے۔

③ میں ۱۹۳۷ء میں حج بیت کے لئے گیا۔ ہمارا قافلہ ہندوستان سے پہلا قافلہ تھا۔ ظہر کی نماز کے لئے ہم حرم میں گئے، تو جماعت سے پہلے ایک شخص آیا اور میرا نام لے کر کہا کہ اس نام کا آدمی کون ہے؟ میں نے کہا: ''میں ہوں۔'' وہ مجھے بلا کر مولانا عبیداللہ کے پاس لے گیا۔ پہلے تو انہوں نے مجھ سے بات کرنے میں تامل کیا، لیکن چونکہ میری کتاب ''ولی اللہ'' سوانح حیات شاہ ولی اللہ سے پہلے ہی پڑھ چکے تھے، اس لئے بہت بے تکلیف ہوگئے اور مجھ سے بلا تکلف باتیں کرنے لگے اور مجھ سے کہا کہ: بھائی! میرے لئے حکومت نجد و حجاز نے سخت پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ سیاسیات وغیرہ میں کسی سے بات کرنے کی ممانعت کر رکھی ہے اور اس شرط سے میں رہتا ہوں۔ الا یہ کہ آپ سے بات چیت محفوظ رہے۔ مولانا ابوالکلام سے میرا تعلق ان کو میری کتاب ''ولی اللہ'' سے ہو چکا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا روس میں پہلے میرے آدمی نے مولانا ابوالکلام صاحب کو میں نے خط لکھا، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس وقت جب میں روس میں تھا۔ وہاں میرے آدمی نے ان کے ذریعہ حکومت روس سے دو تین کروڑ روپیہ کانگریس کو دلوا دیتا، روس انگریزوں پر حملہ کرے اور کانگریس روپوں سے انگریزوں کے خلاف گوریلا جنگ شروع کردیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اب میرا تعلق روس سے ٹوٹ چکا ہے۔ وہاں میرے آدمی جاپان میں کام کررہے ہیں اور جاپان سے وہی کرنا ہے جو روسیہ کرنا چاہتے تھے۔ اگر مولانا ابوالکلام صاحب کو یہ منظور ہو تو مجھے اطلاع کرادیں۔ میں نے کہا کہ حج سے واپسی کے بعد مولانا ابوالکلام صاحب سے بات چیت کرکے اس کا جواب میں دوں گا وغیرہ وغیرہ۔ اور جبکہ انگریز ہندوستان چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور وہ ملک ہندوستان اور پاکستان میں بٹ گیا ہے۔ ان ہر دو ملکوں کی جو حالت ہے، وہ معلوم ہے۔ خاص کر رشوت ستانی نے ہر دو ملکوں کو بے جان کرکے رکھ دیا ہے۔ رشوت نے عدل و انصاف کے دروازے بند کردیئے ہیں اور یہ ظلم انتہائی ظلم ہے اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے:

الدولة تدوم مع الكفر والعدل. والعدولة لاتدوم مع الاسلام مع الظلم.

''حکومت پائیدار رہتی ہے جبکہ کفر کے ساتھ عدل ہو اور وہ حکومت ناپائیدار رہتی ہے جو اسلام کے ساتھ ظلم کرتی ہو۔''

رشوت ستانی کے مہلک اثرات کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ ولعل الله يحدث بعد ذالک امرا. (ابوالعلاء محمد اسمٰعیل گودھروی کان اللہ لہ)